عورتوں کے حقوق میں
مردوں کی کوتاہیان

Auraton Ke Huqooq Mein
Mardon Ki Kotahiyan

واعظ : حضرت مولانا مفتی طارق مسعود صاحب مدظلہ

عورتوں کے حقوق میں مردوں کی کوتاہیاں

تحریر: مفتی طارق مسعود

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	تمہید	4
2	انسان کے بنائے ہوئے قوانین کا حال	5
3	اسلام، ہر گوشۂ زندگی میں رہنما	5
4	مردوں کا ظلم	5
5	عورتوں پر ظلم کی کیفیت	5
6	یورپ میں قوانین کیوں بنے؟	6
7	قانون سازی ہماری مجبوری نہیں	7
8	قرآن مجید میں عورتوں کے حقوق	7
9	عورتوں کے حقوق کا پوچھتے ہی نہیں	7
10	عورت کا سب سے بڑا حق	7
11	اللہ کی عدالت	8
12	اللہ کی تقدیر پر راضی رہیں	8
13	تہذیب یافتہ قوم کا حال	9
14	بدترین لوگ	9
15	ہندو معاشرہ اور جاہلوں والی رسومات	9
16	عورت کا دوسرا حق	9
17	آج کل لوگوں کی حالت	10
18	آج ایسے لوگ بھی ہیں	10
19	عورتیں برسرِ روزگار ہیں	10
20	سید الانبیاءﷺ کی نواسی سید الانبیاءﷺ کے کندھوں پر	11
21	عجیب باتیں	11
22	حمل روکنے کی وجہ	12

23	بیٹی کے ساتھ حضورﷺ کا سلوک	12
24	بیوی کے ساتھ سلوک	13
25	عورتوں کے ساتھ کیسے رہیں؟	13
26	ممکن ہے کہ اس میں کوئی خیر بھی ہو	14
27	بعض دفعہ جواب بتایا نہیں، بلکہ دکھایا جاتا ہے	15
28	بیوی کو برداشت کرنے پر اتنا بڑا مقام!!	16
29	اصل بزرگی کیا ہے؟	16
30	عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک کا حکم	16
31	مردوں میں بھی عیب ہوتے ہیں	17
32	یہ جس طرح بیویاں بدلتا ہے اسی طرح امام بھی بدلتا ہے	17
33	مرد کو برداشت کرنے والا بنایا	18
34	دو والا جنت میں اور ایک والا جہنم میں	18
35	بیوی کو بیوقوف بنانا آسان نہیں	18
36	آپﷺ کی اپنی زوجات کے ساتھ محبت	19
37	بھائی! ذرا کھمبا بچا کر	19
38	بے حیائی پھیلانے میں عورتوں کا کردار	20
39	آپﷺ کی دوڑ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ	20
40	ہمارا حال	21
41	آج شوہر بیوی کی Entertainment کے لیے کیا کرتے ہیں؟	21
42	بیوی کی زبان سے پھلجھڑیاں کب نکلتی ہیں؟	22
43	آج کل کے شوہروں کا مزاج	22

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ، ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیأت أعمالنا. من یھدہ اللہ فلا مضل لہ، ومن یضللہ فلا ھادی لہ. ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، ونشھد أن سیدنا وحبیبنا وشفیعنا وسندنا محمداً عبدہ ورسولہ. صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا.

أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم.

يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَحِلُّ لَـكُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرۡهًا‌ ؕ وَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ‌ ۚ وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ ۚ فَاِنۡ كَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـــًٔا وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا[1].

وقال النبی ﷺ: استوصوا بالنساء خیراً[2]. وقال النبی ﷺ: الکیّس مَن دان نفسہ وعمِل لِما بعد الموت[3].

تمہید: *اللہ رب العزت کے اپنی مخلوق پر بے شمار احسانات ہیں۔ دنیا میں، کائنات میں کوئی بھی مخلوق ایسی نہیں جو اللہ رب العزت کے احسانات تلے دبی ہوئی نہ ہو۔ ہر ایک کو رزق پہنچاتا ہے، ہر ایک کی ضرورتوں کا خیال رکھتا ہے۔ جتنی بھی اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر نعمتیں کی ہیں ان تمام نعمتوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور صرف ایک نعمت کو ایک الگ پلڑے میں رکھا جائے تو ایک نعمت والا پلڑا جھک جائے گا۔ وہ ایک نعمت کیا ہے؟...... وہ ہے اسلام کی توفیق دے دینا، ایمان کی توفیق دے دینا۔ جو لوگ اسلام سے محروم ہیں، ایمان پر موت واقع نہیں ہوتی وہ اتنی بڑی نعمت سے محروم ہیں کہ اس نعمت سے محرومی کا اندازہ انہیں آخرت میں ہوگا۔ ہم پر جو اللہ کا سب سے بڑا احسان ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں مسلم بنایا۔ اسلام کے اُخروی فوائد تو ہیں، کیوں کہ جنت تو ہے ہی اہل اسلام کے لیے۔ آخرت کے اعتبار سے تو یہ نعمت ہے ہی، کیوں کہ اللہ اپنے ماننے والوں ہی کو آخرت کی نعمت دے گا، انکار کرنے والوں کو نہیں دے گا اور اپنے نبی ہی کے ماننے والوں کو دے گا۔ جو اس کے نبی کا انکار کرنے والے ہیں، اس کے بنائے ہوئے قانون اور ضابطے کے منکر ہیں، ایسے منکر اور ایسے باغیوں کو نہیں نوازتا۔ آخرت کے اعتبار سے تو اسلام نعمت ہے ہی، لیکن دنیا کے اعتبار سے بھی بہت بڑی نعمت ہے، کیوں کہ اسلام میں انسانی زندگی کے*

1: النساء:19

2: باب الوصاۃ بالنساء، کتاب النکاح، صحیح البخاری، حدیث: 5186. باب الوصیة بالنساء، کتاب الرضاع، صحیح مسلم، حدیث: 1468. باب ومن سورة التوبة، أبواب تفسیر القرآن، سنن الترمذی، حدیث: 3087. باب ما جاء فی حق المرأة علی زوجها، أبواب الرضاع، سنن الترمذی، حدیث: 1163. باب حق المرأة علی الزوج، أبواب النکاح، سنن ابن ماجة، حدیث: 1851.

3: باب ذکر الموت والاستعداد له، أبواب الزهد، سنن ابن ماجة، حدیث: 4260. أبواب صفة القیمة والرقائق والورع، سنن الترمذی، حدیث: 2459. کتاب التوبة والإنابة، المستدرک علی الصحیحین للحاکم، حدیث: 7639.

اعتبار سے کوئی ایسا پہلو ہے ہی نہیں جس کو چھوڑ دیا ہو، اس کو بتایا نہ ہو۔ ہم جب صبح و شام کی زندگی گزارتے ہیں تو ہمیں بہت سارے معاملات میں رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمیں پتا ہونا چاہیے کہ صحیح کیا اور غلط کیا ہے؟ یہ رہنمائی صرف اسلام میں ملتی ہے۔ اسلام کے علاوہ کہیں اور نہیں ملتی اور اگر ملتی بھی ہے تو غلط ملتی ہے۔ اس کے بارے میں کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ صحیح بھی ہے یا غلط ہے۔

انسان کے بنائے ہوئے قوانین کا حال: یہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین ہیں جن کو انسان ہی کچھ عرصے کے بعد غلط قرار دے دیتے ہیں۔ انسان اپنے بارے میں خود سے قانون سازی نہیں کرتا، بلکہ ہمیشہ آپ سے بڑا آپ کے بارے میں قانون بنائے گا، جو آپ سے زیادہ اچھا سوچ سکتا ہو اور وہ قانون درست ہوتا ہے۔ اپنے ہی بارے میں جو قانون سازی ہے اس میں انسان سے غلطی ہوتی ہے۔

اسلام، ہر گوشۂ زندگی میں رہنما: زندگی کا کوئی اہم گوشہ، کوئی اہم پہلو ایسا نہیں ہے جس میں شریعت نے اللہ نے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایات نہ دی ہوں، رہنمائی نہ کی ہو۔ ورنہ ہمیں کبھی پتا نہ چلتا کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں وہ صحیح کر رہے ہیں یا غلط کر رہے ہیں۔ اگر صحیح کو غلط سمجھ کر کرتے ہیں، اس میں بھی نقصان ہے اور غلط راستے پر چلتے ہیں تو اس سے انسان کا ضمیر ملامت کرتا ہے اور بالآخر وہ غلطیوں کے اندھیرے میں اور دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے۔

مردوں کا ظلم: آج ان شاء اللہ ایک موضوع پر میں بات کروں گا۔ اس موضوع پر بات کرنے سے پہلے ایک چھوٹی سی تمہید آپ کے سامنے عرض کی تھی اور مقصد یہ تھا کہ ہمیں اس معاملے میں بھی شریعت کو سامنے رکھ کر چلنا چاہیے۔ اپنے رسم ورواج اپنے طور طریقوں کو معیار نہیں بنانا چاہیے۔ رسم ورواج طور طریقے بدلتے رہتے ہیں۔

ہمارے پاس صبح و شام بہت سی خواتین کے فون آتے ہیں مردوں کے ظلم و زیادتیوں کے بارے میں۔ میں یہ سمجھتا تھا کہ اس زمانے میں عورتیں تو مردوں پر ظلم کرتی ہیں، مرد نہیں کرتے، کیوں کہ مردوں میں اتنا دم ہی نہیں ہے کہ وہ ظلم کر سکیں۔ ظلم کرنے کے لیے بھی تو تھوڑا دم ہونا چاہیے اور آج کا مرد تو مرد ہی نہیں ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے۔

عورتوں پر ظلم کی کیفیت: ہمارے معاشرے میں جو عورتوں پر ظلم کیا جاتا ہے وہ اس قسم کا ظلم ہے کہ اس کے خلاف ایف۔ آئی۔ آر بھی نہیں کٹوائی جا سکتی۔ جو ظلم ہمارے معاشرے میں ہمارے گھر میں عورتوں پر ہو رہا ہے، وہ ظلم جو دین دار

کر رہاہے۔بے دین کی تو میں بات ہی نہیں کر رہا۔بے دین توجب چرس پی لے گا، شراب پی لے گا، زنا کرلے گاتووہ سب کچھ کر سکتاہے۔میں بات ان لوگوں کی کر رہاہوں جو دین کالبادہ اوڑھے ہوئے ہیں اور ان کااپنے بارے میں خیال یہ ہے کہ وہ حقوق کی ادائیگی کر رہے ہیں۔ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو حقوق کی ادائیگی نہیں کر رہے حالانکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ادا کر رہے ہیں۔

کچھ ایسے حقوق ہیں قرآن مجید میں جن کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔قرآن مجید نے عورتوں کے حقوق سے متعلق کچھ قوانین کو تفصیل سے بیان کیاہے۔لہذامجھے بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے کہ میں اپنی طرف سے کچھ بولوں۔وہی آیات وہی احادیث،رسول اللہ ﷺ کا بتایاہوا بھی اللہ کا بتایاہوا ہوتاہے،لہذاوہی آپ کے سامنے رکھ دوں گا۔آپ دیکھ کر فیصلہ کر لیجیئے گا کہ آپ اس معیار پر پورااترتے ہیں یانہیں اترتے ؟اگر پورے نہیں اتر رہے تو پھر اپنی بیوی سے اپنے حقوق کا مطالبہ تب ہی کیا جاتا ہے جب آپ اس کے حقوق پورے ادا کر رہے ہوں۔ورنہ یہ ویلٌ للمطففین میں داخل ہے کہ جب اپنا حق لینے آتے ہو تو پوراوصول کرتے ہواور جب حق دینے کی باری آتی ہے تو اس میں ڈنڈی مارتے ہو۔ایسے لوگوں کے لیے توتباہی ہے بربادی ہے۔عقل مندانسان یہ چاہتاہے کہ میرے ذمے دوسروں کاایک بھی حق باقی نہ رہے۔بے شک اس کے ذمے میرا کچھ حق باقی رہ جائے، کیوں کہ وہ قیامت میں مل جائے گا، لیکن اپنی خیر اسی میں ہے کہ اپنے ذمے کسی کا کوئی حق باقی نہ رہے۔

یورپ میں قوانین کیوں بنے؟: یورپ میں،چائنہ، آسٹریلیا،یہ جو ملک ہیں ان میں عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے بارے میں بہت سخت قوانین ہیں۔وہ قوانین کیوں بنے ؟اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے مذہب میں عورتوں کے حقوق سے متعلق کوئی تعلیمات تھیں ہی نہیں اور اگر تھیں بھی تو بہت سخت تعلیمات تھیں اور پھر ان میں اللہ کا خوف نہیں تھا۔ان میں ہر مرد اپنی بیوی پر ظلم کرتا تھا۔زیادہ نہیں، آپ انگریزوں کی سو سال پہلے کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لو!ان کے ہاں بیوی کو سگریٹ سے جلانا، گلہ دبا کر مار دینا یہ عام بات ہے آج کل۔جبری زنا، بیوی سے اولاد پیدا ہو گئی تو اس کو چھوڑ دیا، نہ اولاد کی کفالت کر رہا ہے اور نہ اس کی تربیت کی فکر کر رہاہے۔انگریزوں میں یہ امراض بہت زیادہ تھے۔عورت وہاں پر ایسے تھی جیسے کوئی کچرا۔ٹشو پیپر کی طرح تھی، جسے گندگی صاف کرنے سے پہلے اچھی طرح رکھا جاتاہے اور گندگی صاف کرنے کے بعد اسے پھینک دیا جاتا ہے۔وراثت میں ان کے ہاں عورت کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ اب قوانین بنے ہیں ان کے ہاں سو ڈیڑھ سو سال پہلے۔انہوں نے عورت کو تحفظ دینے کے لیے جو قوانین بنائے ہیں وہ ان کی مجبوری تھی۔لہذااس میں بہت سے قوانین غلط ہیں۔اس سے عورت

کو نقصان ہو رہا ہے، فائدہ نہیں ہو رہا۔

قانون سازی ہماری مجبوری نہیں: قانون سازی کرنا ہماری مجبوری اس لیے نہیں ہے کہ الحمد للہ مسلم معاشرے میں خواتین کے حقوق کے بارے میں 1400 سال سے قوانین تلاوت بھی کیے جا رہے ہیں، حدیثوں میں پڑھے بھی جا رہے ہیں اور دین دار حضرات اس پر عمل بھی کر رہے ہیں۔ ہمارے اکابر کے اسلاف کے واقعات اس سے بھرے پڑے ہیں کہ ان کی بیویوں کے ساتھ، ان کی بیٹیوں کے ساتھ ان کا کیسا سلوک ہوتا تھا؟

قرآن مجید میں عورتوں کے حقوق: قرآن مجید میں کئی آیات ہیں جن میں عورت کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے، بلکہ عجیب بات یہ ہے کہ قرآن مجید میں ایک طویل سورت عورتوں کے نام سے نازل ہوئی ہے: سورۃ النساء۔ نساء کا مطلب عورتیں ہے۔ آپ نے سورۃ الرجال (مردوں کی سورت) کہیں پڑھی؟ جو مردوں کے حقوق پر نازل ہوئی ہو؟ یقیناً نہیں ہوئی، کیوں نہیں ہوئی؟ کیوں کہ اللہ کو پتا ہے کہ مرد تو اپنا حق چھین لے گا۔ مرد کو اللہ نے قوت دی ہے، وہ آسانی سے ظلم کر سکتا ہے۔ اللہ نے قرآن مجید کی ایک طویل سورت سورۃ النساء عورتوں کے حقوق سے متعلق نازل کی ہے۔

عورتوں کے حقوق کا پوچھتے ہی نہیں: مجھے حیرانگی اس پر ہوتی ہے کہ جو لوگ نکاح کرتے ہیں، شادی کرتے ہیں، وہ کسی مفتی صاحب سے پہلے رابطہ کیوں نہیں کرتے؟ کہ حضرت اب میں ازدواجی زندگی کا آغاز کر رہا ہوں تو شریعت نے ازدواجی زندگی کے حقوق سے متعلق جو احکام دیے ہیں، وہ بتا دیں، تاکہ ان کی مجھ سے کوتاہی نہ ہو۔ ایک بندہ بھی میری زندگی میں آج تک میرے سامنے نہیں آیا جس نے مجھ سے اس کے متعلق پوچھا ہو۔ یہ یا تو اس کی علامت ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے صرف بیویوں کو حقوق بتائے ہیں جو ہمارے حقوق ہیں کہ ہمیں دیں، اللہ نے ہماری کوئی ذمہ داری نہیں لگائی، اللہ نے بے لگام چھوڑ دیا کہ جو چاہو کرو یا پھر یہ بے دینی کی علامت ہے کہ اللہ نے حقوق تو بتائے ہیں، لیکن اس پر عمل کرنا نہیں چاہتے، اس لیے پوچھتے ہی نہیں ہیں۔

عورت کا سب سے پہلا حق: عورت کے حقوق میں سے سب سے پہلا حق لڑکی کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے کہ پیدائش پر کیا کیا جائے؟ بلکہ اس سے بھی پہلے آپ جائیں کہ حمل میں پتا چل گیا کہ ماں کے پیٹ میں لڑکا نہیں ہے، بلکہ لڑکی ہے تو وہاں سے شریعت کی تعلیمات شروع ہو جاتی ہیں کہ آپ نے کیا کرنا ہے؟

اگر پتا چل جائے کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے تو ہمارے ہاں منہ بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ ہندو الٹرا ساؤنڈ کرتے ہیں اگر پتا چل جائے کہ لڑکی ہے تو ڈاکٹروں سے رابطہ کر کے حمل کو گرا دیتے ہیں۔ چائنہ میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی ایسا ہوتا ہے اور یورپ میں بھی اکثر ایسا ہوتا ہے۔

اللہ کی عدالت: یہ وہ بچی ہے جو اپنے حقوق کا مطالبہ کسی سے نہیں کر سکتی۔ قرآن میں احادیث میں اس عمل پر پابندی لگائی ہے: إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ وَإِذَا الْمَوْؤُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ[4]: قیامت کے دن زندہ دفن کی ہوئی بچی سے پوچھا جائے گا کہ تجھے کس جرم میں قتل کیا گیا؟ تیرے باپ نے تجھے اس لیے قتل کیا کہ تجھے روٹی نہیں کھلا سکے گا؟ میں نے جب تیرے باپ کو بتایا تھا: نحن نرزقکم وایاھم[5]: جس نے تجھے روٹی کھلائی ہے وہ تیری اس بیٹی کو بھی روٹی کھلائے گا تو پھر تیرے باپ نے تجھے زندہ کیوں دفن کیا؟ قیامت کے دن اس باپ کا گریبان ہوگا، اس بیٹی کا ہاتھ ہوگا اور عدالت اللہ کی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کے باپ سے سوال کریں گے، کیوں کہ اس بیٹی کا کوئی قصاص لینے والا نہیں ہے۔ لہذا اللہ نے بتا دیا: یہ تمہاری بھول ہے کہ یہ لڑکی ہے، بچی ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ یہ تمہاری بیٹی بعد میں ہے، میری مخلوق پہلے ہے۔ خالق ہے انتقام لینے والا۔

اللہ کی تقدیر پر راضی رہیں: علامہ ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: ماں کے پیٹ میں بچی گرا دینے کا حکم بھی وہی ہے جو دنیا میں آنے کے بعد گرا دینے کا حکم ہے۔ عورت کا حق سب سے پہلے یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ اسے بھی زندہ رہنے کا دنیا میں آنے کا اتنا ہی حق ہے جتنا مردوں کو ہے۔ اس لیے جب حمل ٹھہر جائے تو تجسس نہ کیا کرو کہ لڑکا ہے یا لڑکی ہے؟ یہ چیزیں جاہلوں پر سوٹ کرتی ہیں۔ جو بھی ہے ماقدرہ اللہ: ہم اللہ کی اس تقدیر پر راضی ہیں۔ جتنی چاہے بیٹیاں دے دے، جتنے چاہے بیٹے دے دے: يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا[6]: وہ جس کو چاہے بیٹیاں دیتا ہے، جس کو چاہے بیٹے دیتا ہے، جس کو چاہے بیٹے بھی دیتا ہے اور بیٹیاں بھی دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ نہ بیٹا ملے گا اور نہ بیٹی ملے گی۔ ہم اللہ کی اس تقدیر پر راضی ہیں۔ جتنی چاہے بیٹیاں دے دے، جتنے چاہے بیٹے دے دے، ہمیں اس کی ذات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ان کا پہلا ذمہ دار اللہ ہے، بعد میں ہم ہیں۔

4:التکویر:9-1
5:الأنعام:151
6:الشوری:50-49

تہذیب یافتہ قوم کا حال: مجھے یہ بات بھی کرتے ہوئے شرم آرہی ہے کہ یہ کوئی بات ہے بتانے والی! لیکن میں نے خود خدا کی قسم! بیٹی کی پیدائش پر ماں کو روتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ ہے وہ تہذیب یافتہ قوم! اس سے پتا چلتا ہے کہ اسکولوں میں، کالجوں میں تہذیب نہیں سکھائی جاتی آپ کو فنون اور تعلیم دی جاتی ہے۔ انسانیت سکھانے کے لیے علماء ہیں۔ باقی سب آپ کو درندگی سکھاتے ہیں۔ جتنا قرآن سے دور ہوگے خدا کی قسم! اس سے بڑی کوئی درندگی ہوسکتی ہے!؟

بدترین لوگ: سَپنی (سانپ کی مونث) جب اپنی بچی کو جنتی ہے تو کھا جاتی ہے، نفرت کا اظہار کرتی ہے۔ یہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اپنے بچے سے محبت کے بجائے نفرت کر رہا ہے۔ بیٹی کی خبر آئے تو رونے لگتا ہے۔ وہ بدترین مائیں اور بدترین سسرال ہے جو بیٹی کی ولادت پر طعنے دیتا ہے۔

تو میرے بھائی! سب سے پہلے تو اپنی یہ اصلاح کرو کہ جو شادی شدہ افراد ہیں وہ تجسس نہ کیا کریں کہ بیٹا ہے یا بیٹی؟ جو بھی ہے بس دعا کیا کریں کہ اللہ اس کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ یہاں سے اللہ نے عورت کا حق شروع کیا ہے کہ اس کا حمل نہ گرایا جائے، اس کی ولادت پر غم نہ کیا جائے۔

ہندو معاشرہ اور جاہلوں والی رسومات: جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو دو بکرے ذبح کیے جاتے ہیں اور جب لڑکی پیدا ہوتی ہے تو ایک بکرا ذبح کیا جاتا ہے، کیوں کہ یہ انسان کی فطرت ہے کہ لڑکے کی پیدائش پر زیادہ خوشی ہوتی ہے اور لڑکی کی پیدائش پر کم خوشی ہوتی ہے، لیکن خوشی ہے، تبھی تو بکرا کاٹنے کا حکم ہے۔ غم نہیں ہے۔ غم میتوں پر ہوتا ہے، اس لیے میتوں پر بکرا کاٹنے کا حکم نہیں ہے۔ وہ الگ بات ہے کہ ہمارے ہاں میتوں پر بھی بکرے کاٹے جا رہے ہیں۔ ہمارے ہاں تو خوشی اور غمی میں فرق ہی نہیں رہا۔ ہندوؤں کا معاشرہ اور جاہلوں والی ساری رسومات ہمارے اندر ہیں۔ میت ہو جائے تو بھی اسی طرح بکرے کٹ رہے ہیں، کباب پھوڑے جا رہے ہیں اور بیٹے کی شادی پر بھی ایسا ہو رہا ہے۔ یہ تو جاہلوں کی حرکت ہے۔ شریعت نے لڑکی کی پیدائش پر بھی جانور کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ خود بھی کھاؤ، دوسروں کو بھی کھلاؤ اور خوشی مناؤ۔ رو نہیں، روتا ہندو ہے، جاہل روتا ہے۔

عورت کا دوسرا حق: دوسرا حق اللہ رب العزت نے بیٹی کو یہ دیا جو بیٹے کو نہیں دیا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کی تین بیٹیاں تھیں، اس نے ان کی کفالت کی، تربیت کی اور بلوغت کے بعد ان کی شادی کر دی تو میں اس کے لیے جنت

کی ضمانت لیتاہوں۔ جس کی چھ (6) ہوئیں اس کے لیے ڈبل ضمانت۔ کوئی ایسا ہے جواپنے اعمال کو اللہ کے سامنے پیش کر کے یہ کہہ سکے کہ اللہ ! میرے اعمال ایسے ہیں کہ مجھے اس پر جنت کی گارنٹی چاہیے۔ کوئی ہے ایسا کہ جس کا ماضی اتنا شاندار، راتیں تہجد میں اور دن اور رات ایسے جیسے صحابہ کے دن اور رات ہوا کرتے تھے تو وہ تو کہہ سکتا ہے مجھے ضرورت نہیں ہے جنت میں جانے کے لیے بیٹیوں کی کفالت کی۔ میرے اعمال اس قابل ہیں کہ مجھے اسی پر جنت ملے گی۔

آج کل لوگوں کی حالت: آج لوگ سمجھتے ہیں کہ بیٹی ہو گئی تو خرچہ ہی کرائے گی۔ بیٹی پر ناخوش کیوں ہوتے ہیں؟ اس لیے کہ یہ تو کمائے گی ہی نہیں۔ اگر کمائے گی بھی تو اپنے سسرال کے لیے کمائے گی۔ ہمیں کیا ملے گا؟ خواہ مخواہ کی ٹینشن ہے کہ اس کو کھلاؤ پلاؤ بھی، فیسیں بھی دو۔ یہی سوچ ہوتی ہے۔ یہ بھی یہودیت کی سوچ ہو سکتی ہے۔ مسلمان کے لیے اصل زندگی آخرت ہے۔ بہنیں بھی بوجھ سمجھی جاتی ہیں۔ باپ کا انتقال ہو گیا تو بہنوں کی ساری ذمہ داری بھائی پر آتی ہے۔ اس کا دل چاہتا ہے کہ میں ان کو کسی بم دھماکے میں اڑوا دوں۔ یہ آپ کو بھائیوں کی اندر کی کیفیات بتا رہا ہوں۔ کسی بہن کو طلاق ہو جائے اور اس کے گھر آ کے بیٹھ جائے تو اس کی پیشانی پر بل آ جاتے ہیں کہ اب اس کو بھی کھلانا پڑے گا۔ اس سے کہتا ہے کہ آپ جا کے جاب کرو، خود کماؤ، میں نہیں کھلا سکتا، اس لیے کہ میرا پیٹ اتنا بڑا ہے کہ جتنا میں کما رہا ہوں اس سے میری جہنم نہیں بھرتی تو تیری جہنم کہاں سے بھروں گا؟ یہ نہیں کر سکتا کہ جتنا کھا رہا ہوں اس میں اس کو شریک کر لوں، تھوڑا سا کم کھا لوں، تھوڑا اپنے خرچے کم کر لوں۔

آج ایسے لوگ بھی ہیں: میرے بھائی! شریعت نے کتنا بڑا آپشن رکھا ہے کہ اگر تمہاری اولاد میں بیٹیاں ہیں تو ان کی مناسب تربیت و کفالت اور بر وقت ان کی شادی کرو۔ بر وقت شادی اس لیے کہہ رہا ہوں کہ بڑے بڑے بے غیرت دنیا میں پڑے ہوئے ہیں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ منبر پر شائستہ زبان استعمال کروں، لیکن جب لوگ ہی غیر شائستہ ہو جائیں تو ان کے لیے شائستہ زبان اچھی نہیں لگتی۔ آج ایسے بے غیرت بھی ہیں کہ بیٹی کی شادی اس لیے نہیں کرتے کہ بیٹی کما کر کھلا رہی ہے۔ اب ان بے شرموں کے لیے کیا الفاظ استعمال کیے جائیں؟

عورتیں برسرِ روزگار ہیں: حکومت نے بھی ماشاءاللہ خواتین کے لیے روزگار کے مواقع اتنے کر دیے کہ مرد بے روزگار اور خواتین برسرِ روزگار ہیں۔ جتنی مردوں کی سیٹیں تھیں ان سب پر عورتوں کو لا کر بٹھا دیا ہے۔ بھائی دس ہزار (10000) کما رہا ہو گا اور بہن صاحبہ ایک لاکھ (100000) روپے کما رہی ہیں تو بھائی کہاں شادی کرنے دے گا اس کو؟ وہ

کہے گا کہ ہمارا سارا گھر تو اسی سے چل رہا ہے تو میں اس کی شادی کیوں کراؤں؟

تو اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے تین بیٹیوں پر جنت کی ضمانت لی۔ صحابی اٹھے اور فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر کسی کی تین بیٹیاں نہ ہوں، بلکہ دو بیٹیاں ہوں تو......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو بیٹیوں پر بھی جنت کی ضمانت لیتا ہوں[7]۔ صرف بیٹیوں پر نہیں، بلکہ دو بہنوں پر بھی۔

سید الانبیاء ﷺ کی نواسی سید الانبیاء ﷺ کے کندھے پر: رسول اللہ ﷺ نے صرف زبان سے ترغیب نہیں دی، بلکہ بیٹیوں سے محبت کا اظہار کر کے اپنے عمل سے بتایا اور وہ بھی ان عربوں کے سامنے جو بیٹی کو نفرت سے زندہ دفن کیا کرتے تھے۔ ان کے دلوں سے نفرت کیسے نکالی ہے؟ ایسا عجیب واقعہ کہ مسلمانوں کی تاریخ کے علاوہ کسی اور تاریخ میں شاید آپ کو ایسا واقعہ سننے کو نہیں ملے گا مسلمانوں کے پیغمبر کے سوا کسی سے نہیں سنا ہو گا۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ کے انتظار میں صحابہ کرامؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ کی نواسی (چھوٹی سی) آپ ﷺ کے کندھوں پر تھی۔ صرف بیٹی بھی نہیں، بلکہ بیٹی کی بھی بیٹی۔ بیٹی سے محبت ہوتی ہے تو پھر اس کی بیٹیوں سے بھی ہو جاتی ہے۔ اپنی نواسی کو کندھے پر بٹھا کے سید الانبیاء ﷺ اگر گھر میں بھی گھوم رہے ہوتے تو یہ بھی محبت کی علامت تھی کہ تمام نبیوں کے سردار اپنی نواسی کو کندھے پر بٹھا کر گھما رہے ہیں، لیکن کمال کی بات تو یہ ہے کہ آپ ﷺ بھرے مجمع میں اسی طرح تشریف لے آئے۔ جس میں تکبر ہوتا ہے وہ یہ حرکت کبھی بھی نہیں کر سکتا۔

عجیب باتیں: اس میں کئی عجیب باتیں ہیں:

1. پہلی عجیب بات یہ کہ سید الانبیاء ﷺ اپنی نواسی کو کندھے پر بٹھا رہے ہیں۔
2. اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ کہ کندھے پر بٹھا کر بھرے مجمع میں تشریف لے آئے۔
3. تیسری عجیب بات یہ کہ مجمع بھی وہ جو نماز کے انتظار میں ہے۔
4. چوتھی عجیب بات یہ کہ اس وقت جب آپ ﷺ امامت کے لیے جا رہے ہیں۔ ہمارے ہاں کوئی مقتدی لے کر آ جائے تو لوگ اس کو گیٹ سے بھگا دیں گے اور یہاں تو امام (آپ ﷺ) لے کر آئے ہیں اور ایسا امام کہ اس جیسا امام نہ کائنات میں کبھی پیدا ہوا ہے اور نہ کبھی ہو گا۔

7: باب من اسمہ محمد، باب المیم، المعجم الأوسط للطبرانی، حدیث: 6199.

5. اس سے بھی عجیب بات یہ کہ اقامت ہو رہی ہے اور آپ ﷺ اپنی نواسی کو کندھے سے نہیں اُتار رہے۔

6. صحابہ کرامؓ نے سمجھا کہ جب تکبیر کا وقت آئے گا تو پھر اتاریں گے۔ حضرت بلالؓ نے اقامت ختم کی، آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کیا اور بچی کو کندھے سے نہیں اتارا۔ اس کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دی اور بچی مسلسل کندھے پر سوار رہی۔ رکوع میں بچی کے گرنے کا خطرہ تھا تو پہلے بچی کو کندھے سے اتار کر نیچے رکھا، پھر رکوع میں گئے اور پھر سجدہ کیا۔

7. کمال در کمال یہ کہ ایک مرتبہ بچی کو نیچے اتار دیا تو دوبارہ بٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ اگلی رکعت کے لیے کھڑے ہونے سے پہلے دوبارہ اس کو اپنے کندھے پر بٹھالیا اور پوری نماز اسی طرح سے ادا فرمائی[8]۔

حمل روکنے کی وجہ: یاد رکھو! آج جو حمل روکا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ بچے دو ہی اچھے، یہ صرف بیٹیوں کی وجہ سے ہے۔ اگر بیٹے ہوں تو کوئی حمل نہیں روکے گا۔ یہ ساری شرارتیں ہم جانتے ہیں۔ آج جو پیدائش روکی جا رہی ہے وہ صرف اس چکر میں کہ لڑکیاں نہ ہو جائیں۔ اگر کسی کو پہلے سے ایک علم غیب ہو جائے کہ لڑکے ہوں گے تو کوئی نہیں روکے گا۔

اللہ کے رسول ﷺ کے اس طرزِ عمل نے قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو بتا دیا کہ مسلمان بیٹی کی پیدائش پر روتا نہیں ہے۔ جب سیدِ دو عالم ﷺ اس کو اپنے کندھے کر بٹھا کر نماز پڑھ سکتے ہیں تو یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ پیشاب کر دے، تو پھر کون ہے جو بیٹی کی پیدائش پر ناک منہ چڑائے؟؟؟

بیٹی کے ساتھ حضور ﷺ کا سلوک: آپ ﷺ نے جو اپنی بیٹیوں کے ساتھ سلوک کیا، وہ سلوک بھی یہی تعلیم دیتا ہے۔ حضرت فاطمہؓ کے گھر آپ ﷺ بہت کثرت سے جایا کرتے تھے۔ وہ تشریف لاتیں تو بعض مرتبہ کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ حضرت علیؓ کے گھر (اپنی بیٹی کے گھر) گئے یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ تہجد پڑھ رہے ہیں یا نہیں پڑھ رہے؟ دیکھا کہ دونوں بستر پر آرام کر رہے ہیں۔ جا کر دونوں کو جگایا اور پوچھا کہ تم تہجد نہیں پڑھتے؟ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ کام تھا، یہ کام تھا، رات کو سونے میں دیر ہو گئی۔ مزدور پیشہ لوگ تھے۔

8: عن أبي قتادة الأنصاري: "أن رسول الله ﷺ كان يصلي وهو حامل أمامة بنت زينب بنت رسول الله ﷺ، ولأبي العاص بن ربيعة بن عبد شمس فإذا سجد وضعها، وإذا قام حملها". باب إذا حمل جارية صغيرة على عنقه فى الصلوٰة، كتاب الصلوٰة، صحيح البخارى، حديث: 516. باب جواز حمل الصبيان في الصلاة، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، صحيح مسلم، حديث: 543.

آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور قرآن کی آیت پڑھی: وکان الانسان أکثر شئ جدلاً[9]: انسان بڑا سخت جھگڑالو ہے، وہ بحث بہت کرتا ہے[10]۔ کیسی محبت سے تنبیہ فرمائی! قرآن کی آیت پڑھ دی، حالانکہ یہ آیت اس بارے میں نہیں ہے۔ یہ اس بارے میں ہے کہ جب مشرکین کو دلائل دیے جاتے ہیں تو وہ بحث بہت کرتے ہیں، مانتے نہیں ہیں۔ یہی دلیل ان پر (حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ پر) منطبق کر دی کہ وکان الانسان أکثر شئ جدلاً: باتیں بہت کرتا ہے انسان۔ میں (آپ ﷺ) کیا کہہ رہا ہوں اور انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ بول دو کہ ٹھیک ہے، کل سے پڑھیں گے۔

ہمارے ہاں تنبیہ اس طرح کی جاتی ہے کہ رکھ کے تھپڑ دیا جاتا ہے۔ طمانچہ، تھپڑ اور جوتوں سے کم تو بات ہی نہیں ہوتی۔

بیوی کے ساتھ سلوک: آپ ﷺ کا اپنی زوجہ کے ساتھ کیسا سلوک تھا؟ دیکھو! اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ بداخلاقی کرتا تو سب سے زیادہ اس کے لائق آپ ﷺ تھے کہ اللہ نے آپ کو یہ حق دیا تھا، اس لیے کہ آپ ﷺ کی بیویاں ہر ایک کا حق ادا کر سکتی تھیں، اپنے بھائیوں کا بھی، اپنے باپ کا بھی، مگر اپنے شوہر کا حق ادا نہیں کر سکتی تھیں، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کے ساتھ کیسی محبت کا معاملہ کیا! آپ ﷺ کی سیرت اٹھا کر دیکھی جائے۔ آپ ﷺ نے زبان سے بھی اچھی بات نکالی اور اچھا عمل بھی کر کے دکھایا۔ یہی پیغمبر کا معجزہ ہے اور یہی پیغمبر کا کمال ہے کہ جو زبان سے کہا، عمل اس سے زیادہ کر کے دکھایا ہے۔ ماں باپ اتنا زبان سے کہتے ہیں، لیکن عمل یا تو ہوتا ہی نہیں ہے یا پھر اگر ہوتا بھی ہے تو اس سے کم ہی ہوتا ہے جتنا بولا ہوتا ہے۔ محمد ﷺ جتنا کہتے تھے، عمل اس سے زیادہ کر کے دکھاتے تھے۔

عورتوں کے ساتھ کیسے رہیں؟: عام طور پر مرد کو اپنی بیوی سے یہ شکایت رہتی ہے کہ اس میں یہ خرابی ہے، اس میں یہ خرابی ہے۔ قرآن نے یہ ضابطہ بیان کر دیا کہ عاشروھن بالمعروف: اے ایمان والو! تم ان عورتوں کے ساتھ معاشرت بَرتو بھلے طریقے سے، اچھے طریقے سے، ایسی معاشرت کہ لوگ کہیں کہ اس آدمی کا اپنی بیوی/بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ وہ (عورتیں) بھی تو کریں اچھا سلوک۔ قرآن کی بلاغت دیکھیں! قرآن نے اگلے جملے میں اس سوال کا جواب دیا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری نفسیات سے آگاہ ہیں۔ اگلے جملے میں اس کا جواب دے دیا، ورنہ یہ اشکال

9: الکھف:54

10: کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، صحیح البخاری، حدیث: 7347. باب ما روی فیمن نام اللیل أجمع حتی أصبح، کتاب صلاة المسافرین وقصرھا، صحیح مسلم، حدیث: 775. باب الترغیب فی قیام اللیل، کتاب قیام اللیل وتطوع النھار، سنن النسائی، حدیث: 1611.

ہو گا کہ اس میں یہ کوتاہی ہے، اس میں یہ کوتاہی ہے، میں کیسے اچھا سلوک کروں؟فرمایا: فَإِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا: اگر تم انہیں ناپسند کررہے ہو تو عین ممکن ہے کہ جسے تم ناپسند کررہے ہو، جس برائی کو تم برا سمجھ رہے ہو، جس خامی کو تم خامی سمجھ رہے ہو، اسی میں اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بہت بڑی بھلائی رکھ دے۔وہ بھلائی کیسے ہو سکتی ہے؟

ممکن ہے کہ اس میں کوئی خیر بھی ہو: ہمارے ایک استاد اپنی بیوی سے بہت بے زار تھے۔موجودہ حالات سے آپ کو اس آیت کی تفسیر بتارہا ہوں، جس پر گزری وہ بہت اچھی تفسیر کرتا ہے۔وہ اتنے بے زار تھے کہ ان کی شکایتیں ہمارے سامنے بھی کرتے تھے، شاگردوں کے سامنے، حالانکہ عام طور پر استاد اپنے گھر کے حالات شاگردوں کے سامنے ڈِسکَس نہیں کرتا، لیکن بے چارے اتنے تنگ آئے ہوئے تھے کہ اپنے شاگردوں اور مریدوں کے سامنے بھی بیان کردیتے تھے کہ میری بیگم نے یہ کردیا، میری بیگم نے یہ کردیا۔اس وقت ہم چھوٹے تھے۔ بڑے تو اب بھی نہیں ہیں، لیکن اس وقت بہت چھوٹے تھے۔ دس بارہ سال گزر گئے۔ایک دن محفل میں بیٹھے تھے، کہنے لگے: میں کسی زمانے میں اپنی بیوی سے بہت پریشان تھا۔ میں نے اپنے شیخ و مرشد سے ذکر کیا کہ ایسا ایسا ہے تو انہوں نے قرآن کی آیت سنائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر اس میں کوئی عیب ہو گا تو عین ممکن ہے کہ اللہ اس میں کوئی خیر بھی رکھ دے۔وہ کہنے لگے کہ اس آیت کا مصداق میرے یہ بچے ہیں۔ان کے بچے بہت نیک ہیں، اتنے نیک کہ چہرے سے پتا لگ جاتا ہے کہ کسی نیک کے بیٹے ہیں۔خود بھی نیک اور اولاد بھی نیک۔ نیک اولاد کا اس زمانے میں مل جانا ناممکن نہیں تو شاق (مشکل) بہت ہو گیا ہے۔مارکیٹ سے بعض دفعہ چیزیں بالکل شارٹ ہو جاتی ہیں اور بعض دفعہ شارٹ نہیں ہوتیں، لیکن بلیک میں مل رہی ہوتی ہیں، مہنگی ہو جاتی ہیں بہت۔جتنی بھی تربیت کرلو، بچہ نکلتا ایسا ہے کہ اس کو جس چیز سے روکو، وہ وہی کرے گا۔

تو اللہ نے ان کو اولاد ماشاء اللہ بہت نیک دی۔ ان کا ایک بچہ مفتی بن چکا ہے اور بہت نیک ہے، دوسرا بننے والا ہے، حافظ بھی ہے، عالم بھی ہے، ذی استعداد بھی ہے، ذہین بھی ہے۔ایک دن اپنے بچوں کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگے کہ یہ وہ خیرِ کثیر ہے جو اللہ نے مجھے اس عورت (بیوی) سے دی ہے۔

فرمایا: کچھ عیب ہو گا تو ممکن ہے کہ اس عیب میں اللہ تعالیٰ بہت ساری بھلائیاں بھی رکھ دے۔ جس میں حوصلہ اور ظرف ہوتا ہے تو وہ بھلائیوں کو بھی دیکھتا ہے۔جو کم ظرف، گھٹیا قسم کے ہوتے ہیں وہ صرف اپنی خوبیوں کو دیکھتے ہیں اور دوسروں

کی خامیاں تلاش کرتے رہتے ہیں۔ یہ خرابی، اس میں یہ خرابی، اس میں یہ خرابی، یہ نہیں دیکھتا کہ تُو کونسا ٹھیک ہے ؟اور یہ نہیں دیکھ رہا کہ اس میں یہ خرابی ہے تو یہ خوبی بھی تو ہے، جو دوسروں میں نہیں ہوتی۔ اولاد کی تربیت کی صلاحیت کتنی عورتوں میں ہے آج کل ؟ اگر بیوی اپنی اولاد کی صحیح تربیت نہ کرے تو شوہر کے لیے ناممکن ہے۔ جب تک ایک ہی نہج پر اولاد کو نہ چلانا چاہیں تو اولاد نہیں چلتی۔ شوہر اس کو مسجد میں لے کر جارہا ہے تو بیگم صاحبہ اس کو ٹی وی دکھارہی ہیں۔ بچہ کہے گا کہ ابا کی باتیں سنوں کہ ہمارے اندر بھی دین آجائے گا، دنیا میں دین آجائے گا، یہ اسی قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ اماں کہتی ہیں: یہ فلم دیکھو تین گھنٹے کی، سبحان اللہ ! اِس کا جو مزہ ہے وہ اُس میں تھوڑی ہے۔ تو بچہ اماں کی بات کو پِک کرے گا۔

کسی کو ایسی بیوی مل جائے کہ بچوں کی تربیت کر رہی ہے تو اس کو اسی میں مطمئن ہو جانا چاہیے۔ یہ قرآن کی آیت کی تفسیر کر رہا ہوں۔ اس کے لیے ابن کثیر یا کسی اور کے حوالے نہیں دے رہا ہوں بلکہ لیٹسٹ (جدید) حوالے دے رہا ہوں، جو گزر رہے ہیں۔

بعض دفعہ جواب بتایا نہیں بلکہ دکھایا جاتا ہے: ہمارے جاننے والوں میں ایک صاحب بڑے خوبصورت تھے۔ اللہ کی قدرت ! کہ ان کی بیوی اتنی ہی بدصورت تھی۔ میں نے ان کی بیوی کو دیکھا نہیں ہے، بلکہ سنا ہے ان کے بارے میں۔ ایک دن ان کی ہمارے ہی کسی جاننے والے کے ہاں دعوت تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ اس کی بیوی اتنی بدصورت کہ میں نے اس سے کہا کہ یار ! یہ اتنی بدصورت ہے، تُو اس کے ساتھ کیسے گزارہ کرلیتا ہے ؟ اس وقت اس نے کوئی جواب نہیں دیا، کیوں کہ بعض دفعہ جواب زبان سے نہیں، بلکہ حال سے اور عمل سے دیا جاتا ہے۔ جواب بتایا نہیں، بلکہ بعض دفعہ جواب دکھایا جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے گھر ایک دفعہ میری دعوت تھی۔ میں نے کھانا کھایا اس کے ہاں۔ اتنا لذیذ کھانا تھا کہ میں نے اتنا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ کہاں سے منگوایا ہے ؟ تو اس نے کہا کہ یہ میری بیوی نے بنایا ہے اور یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم کہہ رہے تھے کہ کیسے گزارہ کر رہے ہو ؟ اس وجہ سے گزارہ کر رہا ہوں اس کے ساتھ۔ صبح و شام اتنے مزے مزے کے کھانے ! ہوٹلوں کے پیسے بچا کر اور دعوتوں میں بھی یہی کھلاتی ہے۔ وہ صاحب مجھے کہنے لگے کہ واقعی !!......... کیوں کہ ان کی جو بیوی تھی وہ اس طرح نہیں تھی۔ ان کو تو بے چارے کو کھانے کی لذت ہی نہیں ملی۔ جن کی بیویوں کو کھانے نہیں پکانے آتے وہ ہوٹلوں میں ہی گھوم رہے ہوتے ہیں۔ بعض کو تو تھوڑا بہت پکانا آتا ہے، لیکن بعض کو تو بالکل بھی نہیں پکانا آتا۔ ان کو صرف کھانا آتا ہے۔ ان کے ماں باپ نے ان کی تربیت ایسی کی ہے کھلا کھلا کر کہ بیٹا صرف کھانا

سیکھو۔

بیوی کو برداشت کرنے پر اتنا بڑا مقام!!: آپ ﷺ نے صرف زبان سے ترغیب نہیں دی۔ قرآن مجید کی آیت ہے: فَعَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا: ممکن ہے کسی چیز کو تم ناپسند کرتے ہو اور اللہ اسی میں خیر رکھ دے۔ ایک خیر تو ہر ایک میں ہے۔ مرزا مظہر جانِ جاناں بہت بڑے اللہ والے بزرگ تھے، صاحبِ کرامت تھے۔ ایک دفعہ ان کا ایک مرید ان سے ملاقات کے لیے گیا۔ دروازہ بجایا تو اندر سے بیوی کا جواب آیا کہ نہیں ہیں۔ وہ بہت بداخلاقی سے پیش آرہی تھی کہ تم نے پتا نہیں کیسے بزرگ کو اپنا پیر بنایا ہوا ہے، دو نمبر آدمی ہیں۔ اس طرح کی باتیں شروع کر دیں تو وہ بڑے غصہ ہوئے کہ بڑی بداخلاق بیوی رکھی ہوئی ہے۔ وہ (مرید) جنگل میں گئے دیکھا کہ وہ بزرگ (مرزا مظہر جانِ جاناں) شیر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مرید بھی پٹھان تھا۔ اس نے کہا کہ حضرت! آپ ایک طرف اتنے بڑے بزرگ کہ شیر کو مسخر کیا ہوا ہے اور اوپر سے اتنی بداخلاق بیوی رکھی ہوئی ہے۔ خدا کی قسم! اگر ہمارے شیخ کا بیوی نہ ہوتا تو ہم جان سے مار دیتا اس کو۔ ادھر تو کوئی دوسری بات ہے ہی نہیں، پٹھانوں کے ہاں کوئی دوسرا آپشن تو ہے ہی نہیں، تو آپ نے کیوں ایسی بیوی رکھی ہوئی ہے؟ تو کہنے لگے کہ ایسی رکھ کر ہی اتنا بڑا بزرگ ہوا ہوں۔ اس کو برداشت کر کر کے اللہ نے مجھے اتنا بڑا مقام دیا ہے۔

اصل بزرگی کیا ہے؟: بزرگی صرف اس کو نہیں کہتے کہ آپ تہجد پڑھ لیں، اشراق پڑھ لیں، بلکہ بزرگی اس کو کہتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ کے اندر قوتِ برداشت ہو، وہ برداشت جو محمد ﷺ میں تھی۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ بے لگام ہو جائیں، ہر بات پر تنبیہ اور بولنا چھوڑ دیں۔ بعض چیزیں ایسی ہیں ان پر تو کمپرومائز نہیں کرنا چاہیے۔ شریعت کی بعض بنیادی چیزیں، بنیادی احکام ایسے ہیں جو سخت ہیں، لیکن آج شریعت کے بارے میں کون سختی کر رہا ہے؟ آج تو اپنے حقوق کے مطالبے کے لیے کر رہے ہیں۔ شریعت کے بارے میں کہتے ہیں: کریں یا نہ کریں، بھاڑ میں جائیں، ہمیں کیا ہے؟ انہوں نے اپنی قبر میں جانا ہے، ہم نے اپنی قبر میں جانا ہے۔

عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک کا حکم: آپ ﷺ نے زبان سے بھی ترغیب دی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: استَوْصُوا بالنساء خیرًا: میری وصیت قبول کرو کہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ حجۃ الوداع وہ آخری حج تھا اور آخری خطاب تھا کہ اتنے بڑے مجمع سے آپ ﷺ نے پھر کبھی خطاب نہیں کیا۔ یہاں بھی یہ اشکال ہوتا ہے کہ ان میں خرابیاں بھی تو ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان میں یہ خرابی ہے، یہ خرابی ہے۔ جب اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک

کرو تو آگے ان کی خرابیوں کا تذکرہ بھی کیا کہ مجھے یہ معلوم ہے کہ ان میں یہ گڑ بڑ ہے، یہ خرابی ہے، ان خرابیوں کے باوجود یہ حکم دے رہا ہوں۔ اس لیے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث ہے: استَوْصُوا بالنساء خيرًا: میری وصیت قبول کرو کہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو ۔ آگے فرمایا: فإن المرأة خُلِقَتْ مِن ضِلَعٍ: اللہ نے عورت کو آدم کی پسلی سے پیدا کیا۔ وإن أعوَجَ ما في الضِّلَع أعلاه: سب سے ٹیڑھی پسلی سب سے اوپر والی ہوتی ہے۔ اللہ نے اس کو اسی سے بنایا ہے۔ فإن ذهَبتَ تُقيمُه كسَرتَه: لہذا اگر تم اس کو سیدھا کرنے لگ جاؤ گے کہ خطِ مستقیم کی طرح سیدھی ہو جائے تو تم اس کو توڑ دو گے۔ پسلی کو کوئی سیدھا کرنے کی کوشش کرے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ دوسری حدیث میں فرمایا: ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو طلاق ہو جائے گی۔ لہذا اس سے فائدہ اٹھاؤ اسی طرح کہ اس میں یہ عیب موجود رہے۔

مردوں میں بھی عیب ہوتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ مرد جس کو اللہ نے کسی ٹیڑھی چیز سے نہیں بنایا اس میں جب اتنے عیب ہیں اور وہ ان عیبوں کو سیدھے نہیں کر رہا تو پھر بیویوں کے بارے میں یہ توقع کیوں رکھتا ہے، جس کو اللہ نے ٹیڑھی پسلی سے بنایا ہے، کہ اس کو میں سیدھا کر دوں؟ اس لیے بتایا کہ اس کے وجود کو برداشت کرو اگر زندگی کی گاڑی چلانی ہے اور یہ سوچ کر برداشت کرو کہ زندگی کی گاڑی منزل کی طرف رواں دواں ہے، ایک دن ختم ہو جائے گی، جیسا تیسا ہے گزارہ کرو۔ جو عیّاش ہوتے ہیں وہ گزارہ نہیں کر پاتے۔ بولتے ہیں کہ نہیں!..... یہ میں برداشت نہیں کر سکتا، دوسری ہونی چاہیے۔ اس کو چھوڑو، دوسری لاؤ۔

یہ جس طرح بیویاں بدلتا ہے اسی طرح امام بھی بدلتا ہے: ایک صاحب ہمارے جان پہچان والے ہیں۔ انہوں نے ایک شادی کی، پسند نہیں آئی تو طلاق دے دی۔ دوبارہ شادی کی، سیٹنگ نہیں بیٹھی کہ اس میں یہ خرابی ہے، اس کو بھی طلاق دے دی۔ تیسری شادی بڑی دھوم دھام سے کی، تھوڑے دن میں سمجھ میں نہیں آئی، گزارہ نہیں ہوا، اس کو بھی طلاق دے دی۔ تھوڑے دنوں میں چوتھی شادی کی، اب شاید آخری تک پہنچ چکے ہوں۔ میرا جو ان سے تھوڑا بہت تعلق وہ اس کے بعد ختم ہو گیا۔

اللہ کی قدرت کہ میں وہاں اسی مسجد میں اسی کمیٹی کے صدر کے ہاں امام لگ گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ جس طرح بیویاں بدلتا ہے اسی طرح امام بھی بدلتا ہے، کیوں کہ جس میں بیوی کی برداشت کا حوصلہ نہ ہو وہ امام کو کہاں برداشت کرے گا؟ وہی ہوا کہ تھوڑے دنوں میں مجھے بھی نکال دیا۔ ہم نے کہا: ہم تو پھر.........نکلنے کی بات کرو تو ہم تو پہلے سے اپنا بستر گول کریں گے۔

تو وہ تب تک چار بیویاں بدل چکا تھا۔ یہ کم ظرف ہونے کی علامت ہے۔

مرد کو برداشت کرنے والا بنایا: آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے اندر جو عیوب ہیں ان کو برداشت کرتے ہوئے ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ مرد کو مرد بنایا ہی اسی لیے کہ اس میں حوصلہ زیادہ ہوتا ہے، برداشت کی قوت زیادہ ہوتی ہے۔ اتنا برداشت کرو جتنا اپنی بیٹیوں کے بارے میں چاہتے ہو کہ داماد برداشت کرے۔ بیٹیوں کے بارے تو چاہتے ہو کہ ہمارا داماد ایسا اچھا سلوک کرے کہ اس کے ہر عیب پر پردہ ڈالے اور بیوی کے ہر عیب کو دنیا کے سامنے اُچھالا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے اچھے سلوک کا حکم بھی دیا اور عمل ایسا کیا کہ میں اور آپ کبھی اس سلوک کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ایک وقت میں نو (9) بیویاں رکھیں۔ اس میں تو عام آدمی زیادہ چڑ چڑا ہو جاتا ہے۔

دو والا جنت میں اور ایک والا جہنم میں: کسی نے مجھے لطیفہ سنایا: قیامت کے دن حساب کتاب ہو رہا تھا۔ فرشتہ بلا رہا تھا اور پوچھ رہا تھا کہ کتنی شادیاں ہوئی ہیں؟ جس کی ایک شادی ہوئی ہے اس کو جہنم میں بھیج رہے ہیں اور جس کی دو ہوئی ہیں اس کو جنت میں بھیج رہے ہیں۔ اب لوگ پریشان کہ نہ کوئی نماز، نہ کوئی روزہ، نہ کوئی زکوۃ، یہ تو شادیوں کا پوچھ رہے ہیں۔ پوچھا گیا کہ یہ کیا حساب ہے؟ ایک والا جہنم میں اور دو والا جنت میں، تو فرشتے نے کہا کہ دو شادیوں والا پہلے ہی جہنم دیکھ کر آیا ہے تو اس کو جنت میں بھیج رہے ہیں۔

بیوی کو بے وقوف بنانا آسان نہیں: ایک بیوی کے بارے میں آج کل کہا جاتا ہے کہ اتنی ٹینشن دے دیتی ہے۔ ویسے دیتی نہیں ہے، یہ باتیں صرف لطیفوں کی حد تک ہیں۔ اللہ نے عورت کا جو وجود بنایا: جعل لكم من انفسكم أزواجا لتسكنوا إليها: اللہ نے تمہارے لیے تمہاری بیویاں پیدا کیں، تاکہ تمہیں ان سے سکون ملے۔ وجعل بينكم مودّة ورحمة[11]: اور تمہارے درمیان بے پناہ محبت اور رحمت رکھ دی اس نے۔ مودّة عام محبت کو نہیں کہتے، بلکہ بے پناہ محبت جو دل سے ہو۔ خدا نے جس میاں بیوی کے درمیان محبت رکھ دی ہو وہ بیوی ٹینشن کیسے بن سکتی ہے؟ آج بیوی ٹینشن اس لیے بنتی ہے کہ مرد کو زنا کا اور لڑکیوں سے دوستی کا چسکا لگ گیا ہے۔ اس چسکے میں، بے ہودگی اور بے حیائی میں بیوی جتنی رکاوٹ بنتی ہے اتنا کوئی اور نہیں بنتا۔ وہ پوچھے گی کہ 12 بجے کہاں سے آرہا ہے؟ ابا کو تو بے وقوف بنالے گا کہ مدنی مسجد گیا ہوا تھا تو تاخیر ہو گئی، لیکن بیوی کو بے وقوف بنانا آسان نہیں ہے۔ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مصیبت گلے لگ گئی۔ ابا کو تو کہہ دیتے ہیں کہ میں چار مہینے پر گیا ہوا ہوں،

11: الروم: 21

سہ روزے پر گیا ہوا ہوں اور عیاّشی کر رہے ہوتے ہیں، گھوم پھر رہے ہوتے ہیں، لیکن بیوی کو سہ روزے کا جھانسا دے کر جانا آسان کام نہیں ہے۔ وہ فوراً مسجد کے ساتھیوں سے رابطہ کرے گی کہ پتا کرواؤ اس کی تشکیل ہوئی کہاں پر ہے؟ اور چار مہینے سے جب لوگ آتے ہیں تو آنکھوں سے نور برس رہا ہوتا ہے۔ یہ اس پر پھٹکار کیوں برس رہی ہے؟ وہ آنکھوں سے دیکھ کر اندازہ لگا لے گی کہ کچھ سیٹنگ آؤٹ لگ رہی ہے اس کی۔ اس لیے یہ ٹینشن بنتی ہے آدمی کی۔ ورنہ جس کو محبت کے لیے بنایا گیا ہو، سکون کے لیے بنایا گیا ہو، اس کے بغیر آدم ؑ کا جنت میں گزارہ نہیں ہوا پھر کسی اور کا کیسے گزارہ ہو سکتا ہے؟ آدم ؑ کو سُلایا گیا اور ان کی پسلی سے بی بی حوّا ؑ کو پیدا کیا گیا۔ جس کو بے حیائی کا چسکا لگ گیا ہو، اس کے لیے پھر یہ چیز (بیوی) فضول ہوتی ہے۔

آپ ﷺ کی اپنی زوجات کے ساتھ محبت: اللہ کے رسول ﷺ نے خود نو(9) بیویاں رکھیں اور ان کے ساتھ سلوک کیسا کیا! ایک ضعیف روایت بھی اس پر نہیں کہ آپ ﷺ نے پوری زندگی میں کبھی کسی بیوی پر ہاتھ اٹھایا ہو! اگرچہ شریعت نے بعض مواقع پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ چہرے پر نہ مارا جائے، جانوروں کی طرح نہ مارا جائے، غلاموں کی طرح نہ مارا جائے، لیکن آپ ﷺ نے کبھی اپنی زوجہ پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔

آپ ﷺ کی پہلی شادی ہوئی چالیس (40) سالہ بیوہ (حضرت خدیجہ ؓ) سے اور اس وقت آپ ﷺ کی عمر پچیس (25) سال تھی۔ 25 سالہ نوجوان اور چالیس سال کی بیوہ عورت! اور وہ بھی دو دفعہ بیوہ ہونے والی عورت، لیکن محبت آپ ﷺ نے اتنی کی کہ ان کے انتقال کے بعد بھی ان کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ امی عائشہ ؓ کو غصہ آگیا کہ یا رسول اللہ! جب اللہ نے آپ کو حسین اور جوان عورتیں دے دی ہیں تو آپ کیوں اس بڑھیا کو یاد کر کے اس کا تذکرہ کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ کو اس بات پر غصہ آگیا، پھر آپ ﷺ نے اور تعریفیں کیں کہ اے عائشہ ؓ! وہ ایسی تھی اور وہ ایسی تھی۔

آج کا جوان اپنے سے پندرہ سال زیادہ عمر کی عورت سے اتنی محبت کرے گا کہ بعد میں بھی اس کا تذکرہ کرتا رہے؟ وہ کہے گا کہ اچھا ہوا خود سے مر گئی، جان چھوٹی، ورنہ مجھے زہر دینا پڑتا۔ اوپر اوپر سے بہت غمگیں ہو رہا ہوتا ہے، لیکن اندر ہی اندر لڈّو پھوٹ رہے ہوتے ہیں۔

بھائی! ذرا کھمبا بچا کر: میں اکثر بتاتا رہتا ہوں: ایک آدمی کی بیوی مری نہیں تھی، بلکہ سکتہ طاری ہوا تھا۔ وہ سمجھا کہ مر گئی تو وہ اوپر اوپر سے رو رہا تھا کہ میری بیوی مر گئی، بڑا افسوس ہوا، لیکن اب بس مغفرت کی دعا ہی کر سکتے ہیں۔ لوگ کہہ

رہے ہیں کہ دوسری کرلے، لیکن اس نے بولا کہ دوسری اس جیسی کہاں ملے گی!؟ دل میں تو ہے کہ پوری چار کر کے چھوڑوں گا، لیکن ابھی فوراً نہیں۔ اتنی اچھی بیوی، اتنی نیک بیوی کہاں ملے گی!؟ اب لوگ کلمہ پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں۔ راستے میں کسی کھمبے سے جنازے کی چارپائی کی ٹکر ہوگئی۔ جب سکتے کے مریض کو زوردار جھٹکا لگے تو وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے، تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کو واپس لے کر آگئے۔ جب حقیقت میں اس خاتون کا انتقال ہوا تو پھر رو رہا ہے کہ ہائے! مر گئی، ہائے! مر گئی، مجھے تو بڑی محبت تھی۔ اب جنازے کی چارپائی جا رہی ہے، لوگ کلمہ پڑھ رہے ہیں اور یہ کہہ رہا ہے کہ بھائی! ذرا کھمبا بچا کر.........۔

بے حیائی پھیلانے میں عورتوں کا کردار: آج یہ سب حالات بے حیائی کے کرشمے ہیں اور بے حیائی پھیلانے میں عورتوں کا کردار بھی کچھ کم نہیں ہے۔ عورتیں پھر روتی بہت ہیں کہ ہائے! مرد ہمارے نہیں رہے۔ تو جب عورت آدھے آدھے گلے پہن کر برہنہ ہو کر بازاروں میں گھومے گی تو مرد کو بیوی تھوڑی اچھی لگے گی۔ وہ کہے گا کہ یہ جو گھوم رہی ہے، یہ والی زیادہ اچھی لگ رہی ہے۔ پھر وہ اپنی بیوی سے محبت تھوڑی کرے گا! یہ ماحول بنانے میں بھی عورت ہی کا بہت بڑا کردار ہے۔ آپ گھر میں بیٹھو، تاکہ مرد کو اپنی بیوی کے علاوہ کوئی عورت دیکھنے کو ملے ہی نہیں۔ وہ بولے گا کہ میرے لیے تو جیسی ہے بس یہی ہے۔ وہ کہیں اور جائے گا ہی نہیں۔ تم اتنے آپشن اس کے لیے رکھ دو! دفتروں میں، بازاروں میں تو وہ کیوں اپنی زوجہ سے محبت کرے گا؟

آپ ﷺ کی دوڑ حضرت عائشہؓ کے ساتھ: بہر حال رسول اللہ ﷺ نے اپنی زوجہ سے ایسی محبت کی.......! حضرت عائشہؓ سے کیسی محبت کی!؟ حدیث میں آتا ہے: ایک دفعہ آپ ﷺ سفر میں تھے۔ حضرت عائشہؓ اس وقت کم عمر تھیں، وزن کم تھا اور آپ ﷺ کا جسم بھاری تھا، یعنی امی عائشہؓ کے مقابلے میں جسم بھاری تھا، تو قافلے کو اللہ کے نبی ﷺ نے آگے روانہ کر دیا اور امی عائشہؓ سے فرمایا: میرے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کرو۔ شوہر اپنی بیوی کے ساتھ دوڑ لگا رہا ہے اور شوہر بھی سید الانبیاء!! جن سے بہتر شخصیت کسی کی نہیں ہو سکتی۔ آپ ﷺ نے دوڑ لگائی۔ امی عائشہؓ فرماتی ہیں: میں اس دوڑ میں جیت گئی۔ دوبارہ کئی سال کے بعد سفر کا موقع آیا۔ آپ ﷺ کو وہ واقعہ یاد تھا کہ یہ مجھ سے جیت گئی تھی۔ آپ ﷺ نے پھر قافلے کو آگے بھیجا اور امی عائشہؓ سے فرمایا: میرے ساتھ دوڑ لگاؤ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میرا جسم اس وقت بھاری ہو چکا تھا۔ اللہ کے نبی ﷺ دوڑ میں جیت گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یا عائشة! هذه بتلك السبقة[12]: یہ اس دوڑ کے

12: باب في السبق على الرجل، كتاب الجهاد، سنن أبي داود، حديث: 2578.

مقابلے میں ہے جو تو نے جیتی تھی۔اب حساب کتاب برابر ہو گیا۔

ہمارا حال: آج شادی شدہ آدمی باہر دوستوں میں بیٹھے گا تو بڑی گپ شپ لگائے گا، لیکن جیسے ہی گھر میں جائے گا تو ناک پر مکھی بٹھالے گا۔ جس آدمی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں اور ناک پر مکھی بیٹھی ہوئی ہو تو جیسے اس کی پوزیشن ہوتی ہے ایسے ہی اِس کی پوزیشن ہو جائے گی۔ یہ حال ہوتا ہے گھر میں داخل ہوتے ہی، نہ سلام کرنے کی توفیق ملتی ہے، دور سے آئیں گے کمرے میں جائیں گے، اپنی چیزیں پھینکیں گے اور بس.........!

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: فإذا دخلتم بیوتاً فسلموا علی أنفسکم[13]: جب تم گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرو۔ ہمارے ایک جاننے والے تھے۔ وہ دو تین گھر چھوڑ کر ہمارے گھر کے قریب رہا کرتے تھے۔ جب وہ شام کو دفتر سے آتے تو گھر میں داخل ہوتے ہی اتنا زور سے سلام کرتے کہ ہمارے گھر تک آواز آتی۔ پہلے جب اس طرح سلام کرے گا تو اسی سے ہی گھر کا ماحول اچھا ہو جائے گا۔ اللہ فرماتے ہیں: تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً: یہ اللہ کی طرف سے سلام ہے جو اللہ نے تمہیں دیا ہے، برکت والا اور پاکیزہ کلام ہے۔ اس سے ابتداء کیا کرو۔

آج شوہر بیوی کی ENTERTAINMENT کے لیے کیا کرتے ہیں؟: صحیح مسلم کی حدیث ہے:
امی عائشہؓ فرماتی ہیں: مسجد نبوی کے محراب میں کچھ حبشی کھیل رہے تھے (تیر اندازی وغیرہ)۔ امی عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نو عمر تھی۔ نو عمر لڑکی کو عام طور پر اس قسم کے کھیل دیکھنے کا شوق ہوتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے پردے کا خیال کرتے ہوئے مسجد نبوی کی دیوار سے کسی اونچی جگہ پر اٹھایا اور آپ ﷺ کے کندھے اور کان کے درمیان سر رکھ کر میں نے ان کا وہ کھیل دیکھا۔ فرمایا: میں جب تک دیکھتی رہی اللہ کے نبی ﷺ نیچے نہیں اترے اور دکھاتے رہے۔ فرمایا: دیکھو!....... ایک نو عمر کو کھیل کا کتنا شوق ہوتا ہے! لہذا سوچو! میں نے کتنی دیر تک دیکھا ہو گا! یہاں تک کہ میں تھک گئی تو آپ ﷺ اترے۔

آج بیوی کو ENTERTAINMENT کے لیے سینما کا ٹکٹ پکڑا دیتے ہیں کہ فلم دیکھ کر آجائیں، کیوں کہ انہوں نے جس سینما میں جانا ہے وہ بیوی کو لے جانے کے قابل نہیں۔ کھیل سے سینما وغیرہ مراد نہیں ہے، بلکہ جائز کھیل مراد ہے۔ آج کل جو بین الاقوامی سطح پر کرکٹ کھیلا جا رہا ہے، اس سے یہ بھی مراد نہیں ہے کہ کہیں آپ یہ سمجھیں کہ چلو ہم بیوی کے ساتھ اسٹیڈیم میں یہ والا میچ جا کر دیکھیں گے۔ وہاں جو بے ہودگی اور بے حیائی کا ماحول ہوتا ہے، وہ نہ آپ کے لیے دیکھنا جائز

13:النور:61

ہے اور نہ بیوی کو دِکھانا جائز ہے۔اس سے جائز کھیل مراد ہے، لیکن اس سے یہ تو پتا چلتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی زوجہ کے ساتھ کیسا بہترین معاملہ رکھا ہے!!!

بیوی کی زبان سے پھلجڑیاں کب نکلتی ہیں؟: ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا:اے عائشہ! مجھے پتا چل جاتا ہے کہ کب تو مجھ سے خوش ہے اور کب ناراض ہے؟فرمایا: کیسے؟فرمایا: جب تجھے کسی بات پر قسم اٹھانی ہو اور تو مجھ سے خوش ہو تو کہتی ہے: لا ورب محمد!: محمد ﷺ کے رب کی قسم! اور اگر تو مجھ سے ناراض ہو تو میرا نام غائب کر کے قسم اٹھاتی ہے: ورب ابراھیم: مجھے ابراہیم کے رب کی قسم! ہم اور آپ ہوتے تو کہتے: تجھے ناراض ہونے کی اجازت کس نے دی؟ تجھے روٹی ٹائم پر نہیں مل رہی کیا؟ تھوڑا بہت ناراض ہونا عورت کا حق ہے۔ پیغمبر کی زوجہ سید الانبیاء ﷺ سے ناراض ہو جایا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا: یارسول اللہ ﷺ! میں اس وقت صرف آپ کا نام لینا ترک کر دیتی ہوں، دل میں آپ کا نام ہوتا ہے[14]۔ یہ محبت آگے سے اس لیے مل رہی تھی کہ یہاں سے اتنی محبت مل رہی تھی۔ شوہر کی طرف سے محبت ملتی ہے تو پھر بیوی کی زبان سے بھی پھلجڑیاں ہی نکلتی ہیں۔ شوہر جب کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے تو پھر وہاں سے بھی اچھی توقع نہ رکھے۔

آج کل کے شوہروں کا مزاج: شوہر کو جب گرل گرینڈ کا فون آجائے تو پھر دیکھو! کتنی مٹھاس ہو گی اس کی زبان پر! میں دیکھتا ہوں صبح وشام۔ لڑکا جب فون پر بات کر رہا ہوتا ہے تو میں دور سے دیکھ کر بتا دیتا ہوں کہ یہ گرل فرینڈ سے بات کر رہا ہے۔جب بیوی سے بات کرے تو کہے گا: پھر آگئی کمبخت کی کال! ماں باپ کے گھر جا کر بھی چین نہیں لینے دیتی۔ کچھ پیغمبر ﷺ کی سیرت بھی سیکھ لینی چاہیے۔

عورتوں کے حقوق کے بارے میں باتیں تو اور بھی بہت کرنے کی ہیں، ابھی تو تھوڑا سا حصہ بھی بیان نہیں ہوا۔ بہر حال! عقل مند کے لیے اتنا بھی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سبحانک اللھم وبحمدک نشھد أن لا الہ إلا أنت نستغفرک ونتوب إلیک

14: باب غیرۃ النساء ووجدھن، کتاب النکاح، صحیح البخاری، حدیث: 5228. باب فی فضل عائشۃ رضی اللہ عنہا، کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم، صحیح مسلم، حدیث: 2439.